شاعر محبت

حضرت شاہ
عبداللطیف بھٹائی
رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۰۲ھ
۱۶۸۹ء
تا
۱۱۶۵ھ
۱۷۵۲ء

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی

ادارۂ مسعودیہ
۶/۲، ۵۔ای، ناظم آباد۔کراچی، (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

Marfat.com

Marfat.com

Jamia Naqishbandia
Bustan-ul-Aloom
Mojahid Abad Kadhala (A.K)

شاعرِ محبت

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۰۲ھ / ۱۶۸۹ء تا ۱۱۶۵ھ / ۱۷۵۲ء

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
پرنسپل، گورنمنٹ سائنس کالج
سکرنڈ (ضلع نواب شاہ) سندھ

ادارۂ مسعودیہ
۵/۶-۲/۵. ای، ناظم آباد، کراچی، (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

Marfat.com

مصنف ــــــــــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

کتاب ــــــــــــ شاعرِ محبت

اشاعت ــــــــــــ دوم

طباعت ــــــــــــ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۹۶ء

تعداد ــــــــــــ تین ہزار

قیمت ــــــــــــ روپے

ناشر ــــــــــــ اِدارۂ مسعودیہ

مشمولات

حرفِ اوّل ــــــــــــ ۳

حیاتِ لطیف ــــــــــــ ۶

شاعرِ محبت ــــــــــــ ۱۳

ملنے کے پتے

ادارۂ مسعودیہ :- ۵ ــ ۶/۲ ای ناظم آباد - کراچی

مظہری پبلیکیشنز :- A / ۲۶۰۶ پی - آئی - بی کالونی کراچی فون ۴۹۴۰۵۳۱

المختار پبلیکیشنز :- ۲۵ جاپان مینشن رضا چوک (ریگل) صدر کراچی

مکتبہ رضویہ ــــــــــــ آرام باغ روڈ، کراچی

مکتبہ غوثیہ :- سبزی منڈی کراچی فون نمبر ۴۹۴۳۳۶۸

ادارۂ مسعودیہ ــــــــــــ بسمینٹ ۱۱ انشتر روڈ لاہور

مکتبہ قادریہ :- جامع نظامیہ رضویہ اندرونِ لوہاری گیٹ - لاہور

Marfat.com

حرفِ اوّل

۱۹۴۸ء میں راقم دہلی سے حیدر آباد آیا اور سندھ کی فضاؤں کو حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی علیہ الرحمہ کے نغموں سے معمور پایا، سندھی زبان نہ جاننے کے باوجود ان نغموں نے دل کو متاثر کیا، سچ ہے ع

دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے

۱۹۵۸ء میں شاہ صاحب پر ڈاکٹر سارلے کی انگریزی تصنیف مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا ـــ ۔۔۔ ـــ اس کے بعد چند اور چیزیں دیکھیں اور شاہ صاحب سے قلبی لگاؤ پیدا ہوگیا ـــ ۱۹۶۳ء میں آل پاکستان اسلامک اسٹڈیز کانفرنس (منعقدہ سندھ یونیورسٹی) کے مندوبین کے ہمراہ مزار مبارک پر بھٹ شاہ حاضر ہوا اور اس کو فیض سے مملو پایا ـــ پھر ایک عرصے تک شاہ صاحب کے نغموں کی گونج دل کو گدگداتی رہی ـــ نومبر ۱۹۷۴ء میں علاقہ تھرپارکر (سندھ) کے شہر مٹھی میں تبادلہ ہوگیا اور جنوری ۱۹۷۶ء تک وہاں قیام رہا، شاہ صاحب نے اپنے دیوان (رسالو) میں اس علاقے کے گیت گائے ہیں، غالباً اسی نسبت خاص کی وجہ سے دل پھر متوجہ ہوا ـــ حسن اتفاق اسی زمانے میں شاہ صاحب کے سندھی دیوان کا اردو منظوم ترجمہ (مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۳ء، سامنے آگیا، یہ ترجمہ سندھ یونیورسٹی کے موجودہ وائس چانسلر جناب شیخ ایاز نے کیا ہے، اس ترجمہ

Marfat.com

کے وسیلے سے شاہ صاحب کے خیال تک براہ راست رسائی ممکن ہو گئی، ان کے فکر عالی نے دل کو بیحد متاثر کیا ——— ترجمہ جب اتنا دل ربا ثابت ہوا یہ فکر عالی اپنے اصل لباس میں ہوتی تو کتنی دل کش و دل پذیر ہوتی! لیکن سندھی زبان پر کما حقہ، عبور حاصل نہ ہونے کی وجہ کیفِ زباں سے محظوظ نہ ہو سکا، جس کا بیحد قلق ہے، بہر کیف شاہ صاحب کے کلام کے بالواسطہ مطالعہ سے جو کچھ محسوس کیا اس کو قلمبند کرتا گیا اور بالآخر "شاعرِ محبت" کے عنوان سے ایک مقالہ ۱۹۷۷ء میں مکمل ہو گیا یہ مقالہ طباعت کے لئے حکومت پاکستان کی بین الصوبائی رابطہ کمیٹی کے ماہنامے "السیف" (اسلام آباد) کو بھیجدیا گیا جو ماہنامہ مذکور کے دو شمارں (اپریل ۱۹۷۷ء اور مئی ۱۹۷۷ء) میں بالترتیب دو قسطوں میں شائع ہوا۔

شاہ صاحب نے مختلف علاقائی داستانوں کے پردے میں اپنا پیغام محبت پہنچایا ہے، انہوں نے ہر داستان کے لیے ایک مخصوص سُر اپنایا ہے، ہر داستان اس کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ چنانچہ راقم نے اشعار پیش کرتے ہوئے جہاں منظوم ترجمہ کے نمبر صفحات دیئے ہیں وہاں سُر کی نشاندہی بھی کر دی ہے، یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ سندھی میں ترجمہ کرنے والے کو سہولت رہے، سندھی ترجمہ بھی انشاءاللہ تعالیٰ شائع کیا جائے گا۔

مقالے کی اشاعت کے بعد خیال آیا کہ افادۂ عام کے لئے کتابچہ کی صورت میں شائع کر دیا جائے کیونکہ اس وقت اہل پاکستان کو شاہ صاحب کے پیغام محبت کی جتنی ضرورت ہے شاید اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہو گی ——— یہ ارادہ ہنوز پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا تھا کہ جنوری ۱۹۷۸ء میں ٹھٹھی سے سکرنڈ تبادلہ ہو گیا، یہاں آنے کے بعد حیدرآباد و کراچی آتے جاتے دیارِ لطیف بھٹ شاہ سے گذرنا ہوتا ہے ——— ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کی روحانیت نے اپنی طرف متوجہ پاکر کھینچ لیا ؎

کرم کردی الٰہی زندہ باشی!

مکرمی جناب ظہور الدین خاں صاحب زید مجدہ، ریکرٹری، مرکزی مجلس رضا لاہور،

Marfat.com

نے مقالہ مذکور کی کتابی صورت میں اشاعت کی طرف متوجہ کیا اور ساتھ ہی فرمائش کی کہ اس مقالے میں شاہ صاحب کے مختصر حالات زندگی شامل کر دیئے جائیں چنانچہ سرسری مطالعہ کے بعد "حیات لطیف" کے عنوان سے مختصر حالات کا اضافہ کر دیا گیا ہے، اب یہ مقالہ جدید اضافوں کے ساتھ نذر قارئین ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ناظم مکتبۂ رضویہ گجرات کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ وہ اس کی طباعت و اشاعت کا اہتمام فرما رہے ہیں۔ آمین!

احقر محمد مسعود احمد

گورنمنٹ سائنس کالج

سکرنڈ (ضلع نواب شاہ، سندھ)

یکم ربیع الاول ۱۳۹۸ھ / ۹ فروری ۱۹۷۸ء

Marfat.com

حیاتِ لطیف

اے کہ تو کہ از نام تو می بارد عشق = از نامہ و پیغام تو می بارد عشق
عاشق شود آنکسے کہ بکویت گزرد = آرے ز در و بام تو می بارد عشق

(۱)

آنے والے آتے ہیں اور جاتے ہیں ——— بہت سے جانے کے لئے آتے ہیں ——— بہت سے آنے کے لیے آتے ہیں ——— تو وہ آنے والا جو جانے کے لئے نہیں آنے کے لئے آیا، اس کا نام نامی عبداللطیف تھا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ———

وہ خاندان سادات کا چشم و چراغ تھا ——— اس کے اجداد ایران سے پاکستان کے درقومی شاہراہ، پرواقع سندھ کے مشہور شہر ہالا کے مضافات میں آباد ہو گئے ——— کچھ عرصہ بعد یہ خاندان ہالا سے کچھ دور مٹیاری[۱] منتقل ہو گیا۔

---

[۱] مٹیاری سندھ کا ایک شہر ہے۔ یہیں پر تحریک پاکستان کے ممتاز قائد حضرت پیر غلام مجدد سرہندی علیہ الرحمہ کا مزار مبارک ہے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے تھے۔ مرحوم کے والد ماجد حضرت آغا عبدالحلیم المعروف بہ حضرت حاجی آغا علیہ الرحمہ اور جد امجد حضرت شاہ عبدالرحیم المعروف بہ حضرت آغا علیہ الرحمہ کے مزارات بھی یہاں ایک قبے میں ہیں۔ یہ قبہ سندھ کے شالی قبوں میں شمار کیا جاتا ہے ——— حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ حضرت شاہ ضیاء الحق علیہ الرحمہ المعروف حضرت شہید کے فرزند تھے اور وہ صاحبِ عمدۃ المقامات حضرت شاہ فضل اللہ علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی تھے۔

Marfat.com

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمہ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید حبیب اللہ شاہ تھا جد امجد کا اسم شریف سید عبدالقدوس شاہ اور پردادا کا اسم مبارک سید جمال شاہ تھا جو شاہ عبدالکریم بلڑی[۱] والوں کے تیسرے بیٹے تھے۔ (علیہ الرحمۃ والرضوان) —— حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے والد ماجد مٹیاری چھوڑ کر تحصیل ہالا کے ایک قصبے میں آباد ہو گئے جو اب شاہ صاحب کی درگاہ شریف بھٹ شاہ سے ۹ میل دور ایک ویران قصبہ ہے، اس قصبے میں شاہ صاحب ۱۱۰۲ھ / ۱۶۸۹ء میں عالم آب و گل میں تشریف لائے —— شاہ صاحب نے سندھ کی سیاسی تاریخ کے اہم دور میں اپنی زندگی گذاری، وہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کی وفات کے وقت ۱۶ سال کے تھے۔

حضرت شاہ صاحب کے تحصیل علم ظاہر کے بارے میں کوئی شہادت نہیں ملتی صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والد ماجد نے ایک عالم دین حضرت اخوند نور محمد بھٹو کے پاس پڑھنے بٹھایا مگر شاہ صاحب نے صرف "الف" پڑھا پھر آگے کچھ نہ پڑھا۔ البتہ ان کے کلام کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن و حدیث اور تصوف کے اسرار و معارف سے پوری طرح آگاہ تھے بلکہ ان کے معاصر میر علی شیر قانع ٹھٹوی نے اپنی کتاب تحفۃ الکرام (۱۷۶۸ء) میں لکھا ہے:۔

---

[۱] حضرت شاہ عبدالکریم علیہ الرحمہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشہور و معروف بزرگ تھے اور سندھی زبان کے صوفی شاعر —— سلسلہ سہروردیہ کے ممتاز بزرگ حضرت مخدوم نوح ہالائی علیہ الرحمہ سے ان کے گہرے مراسم تھے جن کا مزار مبارک شہر ہالا میں زیارت گاہ خاص و عام ہے —— حضرت شاہ عبدالکریم علیہ الرحمہ کا دیوان (رسالو) مشہور ہے جو اکثر حضرت شاہ عبداللطیف علیہ الرحمہ کے پاس رہتا تھا۔ آپ کا مزار مبارک ضلع حیدرآباد سندھ کے شہر ٹنڈو محمد خاں سے کچھ فاصلے پر قصبہ بلڑی میں واقع ہے۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹنڈو محمد خاں کا مجلہ "الکریم" آپ ہی کے نام سے منسوب ہے۔

مسعود

Marfat.com

"شاہ صاحب کے قلب مبارک پر سارے عالم کا علم اس طرح
لکھا ہوا تھا جیسے تختی پر لکھا ہوا ہو۔"

(بحوالہ کلیان اڈوانی: شاہ جو رسالو، کراچی، ص ۳)

بلاشبہ علم باطن ہاتھ آجائے تو انسان وہ کام کرجاتا ہے جو علمائے ظاہر کے وہم و خیال میں بھی نہیں ہوتا۔[1] شاہ صاحب انہیں علمائے باطن میں تھے جو اُمّی ہوتے ہوئے محیر العقول کام کرگئے۔ ان کا سندھی دیوان (رسالو) اسرار و معارف کا خزینہ ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر و حضر میں شاہ صاحب کے پاس قرآن کریم، مثنوی مولانا روم اور حضرت شاہ عبدالکریم علیہ الرحمہ کا دیوان رہتا تھا۔

(۲)

شاہ صاحب مجاز سے حقیقت تک پہنچے —— ابتدائی جوانی میں وہ سندھ کے ایک امیر مرزا مغل بیگ ارغون کی لڑکی پر عاشق ہوگئے، مرزا ان کے والد ماجد کا معتقد تھا، ان کے پاس اس کا آنا جانا تھا، ایک مرتبہ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمہ اس کے ہاں تشریف لے گئے اور محبوب کی ایک جھلک دیکھتے ہی وارفتہ ہوگئے ؎

ایک ہی بار ہوئیں وجہ گرفتاریٔ دل
التفات ان کی نگاہوں نے دوبارہ نہ کیا

---

[1] سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک عارف کامل حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہڑوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء) نے صرف قرآن کریم پڑھا تھا، اس کے علاوہ لکھنا پڑھنا نہ سیکھا تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے درود و سلام سے متعلق عربی میں ایک حیرت انگیز کتاب پیش کی جس کا نام ہے:-

مجموعہ عقول الفحول فی بیان اوصاف عقل العقول

یہ کتاب مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے نام سے مشہور ہے، اس میں تیس الباب ہیں اور دو جلدوں پر مشتمل ہے، جو پڑھتا ہے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے بیشک علم باطنی کی یہ ایک محیر العقول کرامت ہے۔
مسعود

Marfat.com

ایک مدت فراقِ محبوب میں بادیہ پیمائی کی ——— سندھ، گجرات، راجستھان کے مختلف شہروں میں گھومتے رہے ——— ایک عرصے بعد اسی لڑکی سے شاہ صاحب کی شادی ہوگئی لیکن اب وہ مجاز سے حقیقت تک پہنچ چکے تھے ؎

گاہ بحیلہ می برد گاہ بزوری کشد

عشق کی ابتدا عجب عشق کی انتہا عجب

عالم بیخودی سے عالم خودی میں قدم رکھا، رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہوا اور ہزاروں تشنہ کام سیراب ہوئے۔

حضرت شاہ صاحب کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ وہ ہر ایک دل والے کو اپنی اولاد سمجھتے تھے، ان کا ارشاد تھا ——— اور کیسا پیارا ارشاد!

جن کے دل تیرِ عشق سے گھائل ہیں وہ سب کے سب

ہماری اولاد ہیں۔ (کلیان اڈوانی: شاہ جو رسالو، ص ۵)

شاہ صاحب کا مستقل مستقر ایک ریت کا ٹیلہ (بھٹ) تھا

شاہ صاحب طبعاً گرفتارِ مکان نہ تھے، سارا جہاں ان کا مکاں تھا ؎

دل ہر قطرہ ہے سازِ انا البحر

ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا!

شاہ صاحب نے خانہ بدوشانہ زندگی بسر کی ——— جسم پر کفنی، سر پر ٹوپی، ہاتھ میں عصا اور ایک کشکولِ فقیری ——— یہ تھا شاہ صاحب کا سارا اثاثہ ———

(۳)

معاصرین علماء و فقراء سے شاہ صاحب کے تعلقات تھے۔ ایامِ جوانی میں حضرت شاہ عنایت اللہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں جھوک شریف حاضر ہوتے رہے، حضرت شاہ عنایت کی شہادت کے وقت شاہ صاحب ۳۱ سال کے تھے ——— اس طرح سلسلۂ عالیہ

Marfat.com

نقشبندیہ مجددیہ کے عالم و عارف حضرت خواجہ سعید محمد زماں علیہ الرحمہ[1] (لواری شریف سندھ) کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ شاہ صاحب آپ سے بہت متاثر تھے اور بڑی عقیدت رکھتے تھے چنانچہ آپ کی منقبت میں شاہ صاحب کا ایک شعر ملتا ہے جس کا ترجمہ ہے:۔

میں نے ان کو دیکھا ہے جنہوں نے محبوب کو دیکھا ہے،
میں ان کے متعلق کیا بتاؤں؟ کچھ نہیں بتا سکتا کہ
ان کی شان کیا ہے؟

(کلیان اڈوانی: شاہ جو رسالو، ص۔۱)

سندھ کے مشہور عالم حضرت مخدوم محمد معین ٹھٹوی علیہ الرحمہ (ٹھٹھہ) سے شاہ صاحب کے تعلقات تھے۔ شاہ صاحب کی فرمائش پر موصوف نے رسالہ اویسیہ تصنیف فرمایا مخدوم دین محمد صدیقی علیہ الرحمہ (سیہون شریف) سے بھی شاہ صاحب کے گہرے مراسم تھے چنانچہ شاہ صاحب کئی بار سیہون شریف حاضر ہوتے۔

(۴)

شاہ صاحب علیہ الرحمہ ۱۱۰۲ھ/ ۱۶۸۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۴ صفر ۱۱۶۵ھ/

---

[1] راقم کا سلسلۂ طریقت حضرت خواجہ محمد زماں علیہ الرحمہ (م ۱۱۸۸ھ/ ۱۸۰۸ء) سے ملتا ہے ـــــ حضرت خواجہ موصوف کے خلیفہ حضرت حاجی احمد متقی علیہ الرحمہ (۱۲۲۳ھ/ ۱۸۰۸ء) تھے جن کا مزار مبارک سکرند سے ۱۵ میل مغرب کی جانب موضع قاضی احمد میں واقع ہے۔
آپ کے خلیفہ حضرت شاہ حسین علیہ الرحمہ (۱۲۴۲ھ/ ۱۸۲۶ء) تھے اور ان کے خلیفہ حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمہ (۱۲۸۲ء/ ۱۸۶۵ء) ـــــ حضرت سید صاحب موصوف علیہ الرحمہ کے جانشین وخلیفہ حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمہ (۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء) سے راقم کے والد ماجد اور مرشد طریقت حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء) بیعت تھے۔
مسعود

Marfat.com

۱۷۵۲ء کو ۶۳ سال کی عمر میں حیدرآباد سندھ کے شمال میں تقریباً ۳۲ میل دور بھٹ شاہ میں وصال فرمایا ـــــ وہ سماع کے دلدادہ تھے، وصال سے قبل مسلسل تین روز تک سماع سے محظوظ ہوئے اور بالآخر اسی عالم کیف و سرور میں محبوب حقیقی سے واصل ہوئے۔ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز ؎

ہر بہار گل از زیر گل بر آرد سر
گلے برنت کہ نآید بعد بہار دگر

وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے لیکن دل سے اوجھل نہیں ہوئے۔ وہ دل میں بسے ہوئے ہیں اور دل ان کے عطر محبت میں بسا ہوا ہے، ان کی یاد تا قیامت دلوں کو گرماتی رہے گی، ہاں سے

دل میں رہ دل ہیں کہ معمار قضا سے اب تک
ایسا محبوب، مکاں اور بنایا نہ گیا!

شاہ صاحب کا مزار مبارک بھٹ شاہ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ میاں غلام شاہ کلہوڑہ نے ۱۷۵۴ء میں اس پر ایک شاندار گنبد بنوایا، بعد میں میر نصیر خاں نے مقبرہ اور مسجد کی ضروری مرمت کرائی، حکومت پاکستان نے بھی بہت سے قابل ذکر اضافے کئے ہیں۔ شاہ صاحب کا عرس مبارک سال میں دو مرتبہ ہوتا ہے، ۷ ذی الحجہ اور ۱۴ صفر کو یہ دونوں عرس تین دن جاری رہتے ہیں۔

(۵)

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمہ نے نغمۂ عشق و محبت الاپا، ان کے اشعار اٹھائے گئے سینوں سے لگائے گئے، دلوں میں بٹھائے گئے ـــــ ان کا ہر شعر نشان عشق بن کر ان مٹ ہو گیا، بیشک ؎

در معرکۂ دو کون فتح از عشق است

انہوں نے مولانا جلال الدین رومی، شیخ مصلح الدین سعدی کی طرح مقامی قصوں اور محبت کی دلکش داستانوں کو موضوع سخن بنایا اور ان کے پردے میں معرفت کے دقیق مسائل اس طرح حل کر دیئے کہ پڑھ کر حیرت ہوتی ہے ـــــ جو درد محبت سے آشنا تھے انہوں نے ہدایت پائی ـــــ جن کی باطن تک رسائی تھی۔ انہوں نے حلاوت پائی ـــــ

Marfat.com

شاہ صاحب نے شاعری بھی کی اور شاعری میں ایجادات و اجتہادات سے بھی کام لیا ــــــ ان کی شاعری نے فکر و خیال کو بلندی بخشی اور سندھی زبان کو وہ رفعت عطا کی جو نہ اس سے پہلے اس کو حاصل تھی نہ اس کے بعد ہوئی ــــــ روحانی نشاۃ ثانیہ میں شاہ صاحب نے ایک اہم کردار ادا کیا ــــــ وہ خود گانے اور ان کے ساتھ پورا سندھ گانے لگا ــــــ یہ کرشمہ تھا ان کے اخلاص فکر و عمل کا ــــــ انہوں نے شاعری کو انتخاب نہیں کیا بلکہ شاعری نے ان کو انتخاب کیا ــــــ جو الفاظ انہوں نے استعمال کئے بلا شبہ الہامی تھے کہ ایک لفظ بھی ادھر سے اُدھر کیا جائے تو حسن سخن متاثر ہوتا ہے ــــــ موضوع کا انتخاب، نقطۂ نظر کا اظہار یہ سب لقائی معلوم ہوتے ہیں ــــــ یہاں کیا پیش کرنے والی بات نہیں، ــــــ کیا پیش ہونے والی بات ہے کہ ؏

میں خود آیا نہیں، لایا گیا ہوں

شاہ صاحب، شاعر محبت ہیں اور شاعر محبت کسی علاقے کا شاعر نہیں ہوتا وہ سارے عالم کا شاعر ہوتا ہے ــــــ یہ بات اہل سندھ کو خاص طور پر محسوس کرنی چاہیئے بالخصوص ان حضرات کو جو شاہ صاحب کے پاکیزہ اشعار کو سیاست کی آلائش میں ملوث کرنے کی سعی فرماتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ اس قسم کی کوشش سے شاہ صاحب کی آفاقیت مجروح ہوتی ہے ــــــ کیا بات ہے کہ تین صدیاں گزر جانے کے باوجود ہم برصغیر میں بھی شاہ صاحب کو متعارف نہ کرا سکے ــــــ بلا شبہ اس میں ہماری کوتاہیوں کو دخل ہے، خلوص سے اس کا جائزہ لیا جانا چاہیئے اور اس پیغام محبت کو نظری اور عملی طور پر عام کرنا چاہیئے جو شاہ صاحب کا مقصود ہے، جو اسلام کا مقصود ہے جو فطرت انسانی کا مقصود ہے ؎

شدہ است سینۂ ظہوری پُر از محبت یار
برائے کینۂ اغیار در دلم جا نیست

Marfat.com

شاعرِ محبّت

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ دنیا کے ایک عظیم انسان تھے اور ایک عظیم شاعر —— ان کی دھڑکن، کائنات کی دھڑکن تھی اور ان کی آواز فطرت کی آواز —— خود فرماتے ہیں:-

مری ابیاتِ پُر معنی کی کیا بات
شگفتہ صورتِ آیاتِ قرآن
دلِ انساں پہ کھلتے جارہے ہیں
رموزِ معرفت، اسرارِ عرفاں

(سر سُہنی، ص ۵۰)

ان کی آنکھیں اشکِ محبت سے نم تھیں اور دل سوزِ محبت سے بے چین

اللہ اللہ ہستیٔ شاعر
قلب غنچہ کا آنکھ شبنم کی

ان کا کلام شروع سے آخر تک پڑھا —— پورے کلام پر محبت چھائی ہوئی ہے —— کیا بتاؤں کہ اس میں کیا کیا ہے؟

محبت کی باتیں —— فراق کی باتیں —— وصال کی باتیں —— جمال یار کی باتیں —— عاشق دل فگار کی باتیں —— میٹھی میٹھی باتیں ——

Marfat.com

بیشک وہ محفل کائنات میں ساغر محبت لے کر آئے تھے ـــــ ہزاروں تشنہ کاموں کو پلاکر غم جہاں سے آزاد کر دیا اور اس کا سچا بندہ بنا دیا جس کی بندگی پر شاہی قربان ہو ـــــ لیکن حیف اب اس شرابِ محبت کے پینے والے ہی نہ رہے:۔

وہ بلا نوش مر گئے آخر
آزمائے گی اب شراب کسے؟

(سرمئی کلیان، ص ۸)

شاہ صاحب کا دامنِ مراد موتیوں سے بھرا ہوا تھا ـــــ وہ لٹانے آئے تھے وہ نامرادوں کے لئے مرادیں لے کر آئے تھے ـــــ لیکن افسوس ہم نے ان موتیوں سے مُنہ موڑ لیا اور کنکریوں کی طرف لپکنے لگے ـــــ دیکھو دیکھو وہ کس حسرت سے کہہ رہے ہیں:۔

گرچہ موتی ہیں میری جھولی میں
تیرا معیار ہی نرالا ہے
کہ یہ بے قدر ہیں ترے آگے
سنگ ریزوں کا بول، بالا ہے

(سر سریراگ، ص ۲۰۵)

ذرا ان اشعار کو پڑھو اور دورِ جدید کے فکری نشیب و فراز کو دیکھو ـــــ پھر فکر لطیف کی بلندیوں کو دیکھو ـــــ شاہ کی آواز دل کی آواز معلوم ہوگی اور دل بے ساختہ پکار اٹھے گا:۔

دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

شاہ صاحب کا پیغام، پیغامِ محبت تھا ـــــ محبت ہی محبت ـــــ

Marfat.com

وہ محبت جو مست و بیخود بنا کر آغاز و انجام سے بے نیاز کر دیا کرتی ہے :۔

عاشقی ہے صفائے قلب و نظر
کیسا آغاز اور کیا انجام !

(سُرِ سُنی، ص ۵۰۹)

دل پاک ہو جائے تو نظر پاک ہو جاتی ہے اور نظر پاک ہو جائے تو پیکرِ خاکی چمک اٹھتا ہے اور ہر شے حسین معلوم ہونے لگتی ہے ــــــــ جمالِ حقیقی اپنے رُخ سے نقاب الٹتا ہے ایک نئی بہار آتی ہے ــــــــ ایک نیا نکھار آتا ہے :۔

بہارِ بے خزاں جذبِ محبت
حسیں جب تک ہے دل ہر شے حسیں ہے

(سُرِ حسینی، ص ۳۵۰)

اور اس شعر میں شاہ صاحب نے ایک عجیب نفسیاتی نکتہ بیان فرما دیا ہے ــــــــ اصل چیز آئینہ دل کی صفائی ہے کیونکہ یہی آئینہ محرمِ رازِ کائنات ہے ــــــــ یہ روشن نہیں تو ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے ــــــــ اور یہ روشن ہے تو ہر سمت اجالا ہی اجالا ہے ــــــــ کائنات میں اس کے دم قدم سے رونق ہے ــــــــ دل نہیں تو کچھ نہیں :۔

رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے
انجمن بے شمع ہے گر برقِ خرمن میں نہیں

دل کی بربادی کے اس دور میں ہزار مادی ترقیوں اور جسمانی آسائشوں کے باوجود روحیں تڑپ رہی ہیں ــــــــ چاروں طرف حسن و جمال کے انبار لگے ہیں مگر کوئی شے حسیں معلوم نہیں ہوتی کہ موت کے سائے منڈلا رہے ہیں ــــــــ تو پھر حسن و جمال کس بستی میں ہے ؟ ــــــــ ہاں من کی بستی میں ہے ــــــــ جب من آباد ہوتا ہے تو دنیا آباد ہوتی ہے اور جب من برباد ہوتا ہے تو ہر شے ویران نظر آتی ہے اور جب اس کا سہاگ لٹتا ہے

Marfat.com

تو عالم ماتم کدہ بن جاتا ہے۔

محبت دل میں گھر کر لیتی ہے تو پھر کسی رہنما کی ضرورت نہیں رہتی ——— جذبۂ محبت خود رہنمائی کرتا ہے ——— وہ خود پیشوا ہے ——— وہ خود قافلہ سالار ہے ———

جادہ پیمائے معرفت کے لئے
عشق ہوتا ہے رہبرِ کامل

(اسرِ سہی ص ۱۹۱)

اور

فکرِ طوفاں نہ رغبتِ ساحل
عشق ہے ناخدائے سرمستی

(اسرِ سہی ص ۹۵)

اور

رات دن تیری جستجو مجھ کو
رہبرِ جذبۂ محبت ہے

(اسرِ سنی ص ۲۴۶)

اللہ، اللہ ——— راہبر بھی محبت ——— راہ بھی محبت اور منزل بھی محبت

محبّت برتر از بیم و رجا ہے
محبّت آپ اپنا مدّعا ہے

(اسرِ سنی ص ۲۳۶)

شعلۂ محبت جب بھڑک اٹھتا ہے تو جلتا ہی رہتا ہے ——— گو کبھی کبھی بظاہر

Marfat.com

بجھتا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر بجھتا نہیں ـــــ چنگاریاں دبی رہتی ہیں ـــــ یقین نہ آئے تو اہلِ محبت اور اہلِ ایمان کی روح پرور سیرتوں کا مطالعہ کرو ـــــ لیکن نفس کی آگ جب بھڑکتی ہے تو تباہ و برباد کر کے بجھ جاتی ہے ـــــ اس کا یہی شیوہ ہے ـــــ اس کے مقدر میں موت ہی موت ہے اور اس کی قسمت میں زندگی ہی زندگی ـــــ یہ جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور وہ جلا کر چمکا دیتی ہے ـــــ اس کی چمک پیامِ موت ہے اور اس کی چمک پیامِ حیات ہے۔

دیکھو یہ شعلۂ محبّت ہے
جل کے بجھتا ہے، بجھ کے جلتا ہے

(دستورِ چمن کلیان، ص ۲۵)

محبّت رہروِ منزل کی پیاس ہے ـــــ یہ پیاس بھی عجیب پیاس ہے ـــــ بجھائے نہیں بجھتی اور لگائے نہیں لگتی ـــــ:-

بجھائے گی اسے کیا بحرِ ہستی
محبّت کی انوکھی تشنگی ہے

(دستورِ ہستی، ص ۲۳۵)

محبّت کا یہ کمال ہے کہ یہ ملاتی ہے ـــــ جدا نہیں کرتی ـــــ اس کی فطرت میں ملانا ہے ـــــ یہ ملنے ملانے ہی کا نام ہے ـــــ اس کے دم سے نظامِ کائنات ہے ـــــ اس کے دم سے آبادیاں آباد ہیں ـــــ یہ ربطِ جاوداں ہے ـــــ یہ بہارِ بے خزاں ہے ـــــ یہ کار فرمائے جہاں ہے۔

تمنا ایک زنجیرِ محبت
محبت ایک ربطِ جاودانی

(دستورِ دیسی، ص ۲۸۹)

Marfat.com

اور

چڑھایا ہے کسی نے رنگ ایسا
کہ سر تاپا بہارِ بے خزاں ہے

(سرِّ حسینی، ص ۳۶۹)

"اللہ کا رنگ ——— اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہے؟" ——— یہ قرآن کا چیلنج ہے ——— اللہ کا رنگ جب چڑھتا ہے تو سارے رنگ پھیکے پڑ جاتے ہیں ——— حسن پر ایک نیا شباب آتا ہے ——— ایک نیا نکھار آتا ہے ——— لایزال ولازوال ——— جس کو دیکھو کھنچا چلا آتا ہے ——— کوئی نفرت نہیں کرتا ——— سبھی محبت کرتے ہیں ——— سبھی دل نچھاور کرتے ہیں ——— لیکن دنیا کے رنگ ہوا کی طرح اڑ جاتے ہیں ——— ان کو قرار نہیں کہ دنیا کو قرار نہیں ——— وہ حیّ وقیوم ہے ——— ابدی وازلی ——— حضرت شاہ صاحب کو اس کائنات میں محبت کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ——— آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہیں تو محبت ——— زمین پر نظریں جماتے ہیں تو محبت ———

زمیں میں بھی ازل سے کارفرما
محبت ہی محبت کا اثر ہے

(سرِّ دلبری، ص ۳۰۲)

زمین میں محبت کا اثر کیوں نہ ہو کہ اس کو خالق عشق و محبت نے بنایا ہے ——— یہ اہلِ محبت کا مسکن ہے ——— یہ انبیاء علیہم السلام کی منزل ہے یہ پھولوں میں بسائی گئی ہے ——— پھر کیوں نہ اس کی خوشبو سے مشامِ جاں معطر ہو اور دل مسرور ع

اے گل بہ تو خورسندم کہ تو بوئے کسے داری!

اس میں محبت کا بیج بویا ہے ——— نفرت کا بیج نہیں ——— انسان، انسان سے نفرت کر سکتا ہے مگر زمین کسی سے نفرت نہیں کرتی ——— وہ اپنے مولیٰ کے حکم کے

Marfat.com

تابع ہے ـــــ جس نے فرمایا ہے" ہماری زمین تو بہت کشادہ ہے، اے انسانو! جب تم پریشان ہوا کرو تو بے تکلف ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کر جایا کرو" ـــــ ہاں یہ زمین اس کی ہے اور وہ دوست و دشمن سب کو نوازتا ہے ـــــ کہ سرچشمۂ عشق و محبت ہے۔ محبت دلِ عاشق ہے ـــــ محبت ناخدا ہے ـــــ محبت مدعا ہے ـــــ محبت شعلۂ فروزاں ہے ـــــ محبت تشنگیٔ حیات ہے ـــــ محبت شرابِ حیات ہے ـــــ محبت بہارِ زندگی ہے ـــــ محبت فرمانروائے کائنات ہے ـــــ تو پھر آواز دو ـــــ ہاں محبت کو آواز دو ـــــ ہاں محبت کو آواز دو:۔

مری خانہ ویرانیوں کی قسم ہے
کبھی آ بھی جا اے بہارِ محبت!

(دشتِ کھمبات، ص ۵۲)

ـــــ ہاں ساقی کو آواز دو:۔

پلا تشنہ لب راہ گیروں کو ساقی!
چھپا کر نہ رکھ یہ شرابِ محبت

(سرزمینِ کلیان، ص ۲۷)

ـــــ ہاں محبوب کو آواز دو۔

مرے محبوب ایک جامِ محبت
مجھے خود اپنے ہاتھوں سے پلا دے
قسم ہے مجھ کو اس تشنہ لبی کی
سراپا تشنۂ الفت بنا دے!

(دشتِ سمنی، ص ۳)

دل چاہتا ہے محبت کے سایہ میں زندگی گزاروں ـــــ دل چاہتا ہے جہانِ محبت

Marfat.com

میں دن گزاروں ـــــ دل چاہتا ہے محبت کی چاندنی میں راتیں گزاروں ـــــ دل چاہتا ہے محبت کے پہلو میں سو جاؤں :۔

عمر بھر میں انہی کے پاس رہوں
جن کی صحبت کہ عین راحت ہے

خیمہ زن ہو وہاں تن خاکی
سایہ افگن جہاں محبت ہے

(سرزمین گلیاں ص ۳۴)

ذرا کائنات کی طرف آنکھ اٹھا کر تو دیکھو ـــــ زمین کی وسعتوں میں نورِ محبت ـــــ دریا کی گہرائیوں میں نورِ محبت ـــــ آسمان کی پہنائیوں میں نورِ محبت ـــــ فرش پر نور ـــــ عرش پر نور ـــــ نور ہی نور جس کو دیکھو شہیدِ محبت ـــــ یہ دنیا ہے یا گنجِ شہیداں ہے ؟ ـــــ شاہ کی بلندی نگر و نظر تو دیکھو ! ـــــ کائنات پر چھا رہے ہیں :۔

بحر و بر ہی پہ کچھ نہیں موقوف
ساری دنیا ہے حسن سے معمور

کار فرما ہے اے مرے محبوب
فرش سے تا بہ عرش تیرا نور

عرصۂ دار و گیر ہے دنیا
ذرہ ذرہ ہے پیرو منصور

(سرِ سُخن، ص ۵۱۴)

مگر یہ نورِ محبت وہی پا سکتا ہے جس نے خود کو پا لیا ہو ـــــ خدا شناسی کی دلیل یہ ہے کہ انسان خود شناس ہو ـــــ اور خدا شناس نہیں تو پھر وہ بُت گر و بُت فروش

Marfat.com

ہے ——— شاہ صاحب نے معرفت الٰہی کا یہ عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے :-

خود شناسی ، خدا شناسی ہے
ورنہ ہستی ، صنم تراشی ہے

(سرِ سُبحانی ، ص ۲۴۴)

اور جس کو خدا سے محبت ہوتی ہے ——— اس کو صرف خدا ہی سے محبت ہوتی ہے ——— اور اسی ایک محبت کی نسبت سے کائنات کے ذرّے ذرّے سے محبت ہوتی ہے ——— مگر اس نسبت کے بغیر اس کو کسی سے محبت نہیں ہوتی حتیٰ کہ نہ اپنے مال و دولت سے اور نہ اپنے بال بچوں سے :-

ایک ہی دل ہو ، ایک ہی دل بر
عاشقی ایک بار ہوتی ہے !

(سرِ حُسینی ، ص ۳۹۰)

یہ بڑی اونچی بات ہے ——— بڑی بلند بات ہے ——— یہ عاشقوں کی بات ہے ——— یہ بات ان دیوانوں کی ہے جن پر خود فرزانگی رشک کرتی ہے ۔

جب وہ نظروں میں سما جاتا ہے تو ہر چیز ہیچ نظر آتی ہے ——— یہ دنیا ایک تماشا معلوم ہوتی ہے ——— اس کی نفرتیں ——— اس کی عداوتیں ——— اس کی محبتیں ——— فریبِ نظر معلوم ہوتی ہیں ——— انسان زمین کی پستیوں سے بلند ہو کر آسمان کی رفعتوں میں پہنچ جاتا ہے ——— شاہ صاحب فرماتے ہیں :-

فریب نظر ہے یہ دو دن کی دنیا
وہی ابتدا ہے وہی انتہا ہے

جو سمجھے اسے جو محمدؐ کو مانے
یہ سمجھو کہ اس کا بھلا ہو گیا ہے

(سرِ لوُرب ، ص ۱۶۲)

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ یہ خدا کا نور ہیں ـــــ یہ دل کا سرور ہیں ـــــ یہ آسمانِ رسالت کے آفتاب ہیں ـــــ یہ جہانِ نبوّت کے ماہتاب ہیں ـــــ انہوں نے خدا کا پتا بتایا ـــــ انہوں نے جینا سکھایا ـــــ انہوں نے مرنا سکھایا ـــــ انہوں نے زمین کے پرستاروں کو خدا کا پرستار بنایا ـــــ انہوں نے نفرت میں ڈوبے ہوئے دلوں کو گہوارۂ عشق و محبت اور سرچشمۂ علم و حکمت بنایا ـــــ انہوں نے دلوں کو روشن کیا ـــــ آنکھوں کو بینا کیا ـــــ جو دنیا دوزخ بن گئی تھی، اس کو جنت بنایا ـــــ آؤ آؤ کہ دنیا پھر دوزخ بن رہی ہے ـــــ پھر وہیں چلو ـــــ پھر دلوں کو روشن کرو ـــــ دیکھو دیکھو شاہ صاحب وہ مسافرِ مدینہ سے کیا کہہ رہے ہیں ـــــ سنو سنو!

بہ فرطِ شوق اپنے چشم و دل کو
غبارِ منزلِ جاناں بنانا

نظر آئے تجھے جب نورِ احمدؐ
تو اس کو اپنی رگ رگ میں سمانا

(سرُدھر، ص ۴۰۲)

جب تک عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دِلوں کو نہیں جگمگاتا ـــــ ہمارے دل ویران رہیں گے ـــــ ہماری آنکھیں محروم بصارت رہیں گی ـــــ ہم ہزار ہا نا دبینا نظر آئیں مگر حقیقت میں نابینا ہی رہیں گے ـــــ عقل وہی عقل ہے اور حکمت وہی حکمت ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلّم نے سکھائی ـــــ تو پھر اسی طرف لوٹ چلو!

خدا اور رسوؐل کی محبّت کا یہ اعجاز ہے کہ دل ہر قسم کے تعصّبات سے پاک ہوجاتا ہے ـــــ من وتو کا فرق مٹ جاتا ہے ـــــ اور ہر ایک سے محبت کرنے کو جی چاہتا ہے۔

Marfat.com

محبت میں تفوقِ ہستی نہیں ہے
محبت میں تقسیمِ مستی نہیں ہے

(سُرِ یمن کلیان، ص ۲۶)

انسان کی نگاہ میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے ـــــ زمان و مکان کی قیود ختم ہو جاتی ہیں ـــــ ہزار فاصلے ہوں مگر دل کہتا ہے کہ "وہ یہیں ہیں" ـــــ جب یہ فاصلے مٹتے ہیں تو ایک نیا جہاں ابھرتا ہے اور مرنے جینے میں فرق نہیں رہتا۔

مرا دل وہاں ہے جہاں جلوہ گر ہیں
حدیں جزو کُل کی مٹا دینے والے

ذرا سی نگاہِ محبت کی خاطر
سروں کو خوشی سے کٹا دینے والے

(سُرِ یمن کلیان، ص ۲۷)

تحریکِ پاکستان کے وقت یہی محبت و الفت اور یہی سرخوشی و سرمستی، جاں بازی جاں فروشی دیکھی گئی تھی ـــــ یہ ملک اسی کا ایک اعجاز ہے ـــــ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی محبت کی اس بلندی پر لیجانا چاہتے ہیں جہاں من و تو اور جزو کُل کا فرق مٹ جاتا ہے ـــــ جہاں انفرادی منافع کی بجائے، اجتماعی فائدوں پر نظر رہتی ہے ـــــ جہاں قومیں بنتی ہیں جہاں نئے نئے جہاں ابھرتے ہیں ـــــ اور یک جہتی اور یگانگت کی ایسی فضا قائم ہو جاتی ہے کہ دنیا دیکھ کر حیران ہوتی ہے ـــــ تحریک پاکستان کے وقت یہی کچھ تھا ـــــ اسی لئے برصغیر کے بلند ہمت مسلمانوں نے آزادی کی راہ میں اپنا گھر بار، مال و دولت اور علاقائی تہذیب و تمدن سب کچھ لٹا دیا ـــــ اگر ان کو اپنے گھر بار، مال و دولت اور تہذیب و تمدن سے اتنی ہی محبت ہوتی تو نئے جہاں کی تعمیر مشکل تھی ـــــ جب تک خدا اور رسول کے لئے اور قومی اور ملی فائدوں کے لئے ـــــ ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا کچھ نہیں ہو سکتا ـــــ

Marfat.com

شاہ صاحب نے اس ایک مختصر مصرع میں جہانِ معنیٰ سمو دیا ہے

شوقِ ہجرت نویدِ رحمت ہے

(اسرارِ امکاں، ص ۱۳۶)

محبت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ وہ دل کا سب میل کچیل دھو ڈالتی ہیں
اور دل کو کندن بنا کر چمکا دیتی ہیں ——

مٹا دیتی ہے زنگارِ کدورت
محبت کی نگاہِ محرمانہ

(سرِ موکل رانو، ص ۳۷۰)

پھر سب اپنے ہی نظر آتے ہیں —— کوئی غیر معلوم نہیں ہوتا ——
سب سے محبت کرنے کو جی چاہتا ہے ۔

وہ سپیدی ہو یا سیاہی ہو
مجھے دونوں ہی سے محبت ہے

میرے پیارے تری حضوری میں
نہ کوئی رنگ ہے نہ صورت

(سرِ آسا، ص ۷۹)

اور

فطرتِ حسن، حسنِ فطرت ہے
نہ کوئی رنگ ہے، نہ صورت ہے

(سرِ کُھا بوڑھی، ص ۱۵۳)

اس حقیقت کو پرکھنا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت دیکھیے۔
ان کے چاہنے والوں اور عاشقوں کی سوانح پڑھیئے —— اور پھر دیکھیے کہ کس طرح

Marfat.com

نگاہ محبت نے دلوں کے میل کچیل صاف کئے!

ــــــ ہمارا حال یہ ہے کہ نفرت و عداوت سے خود اپنے دل خراب ہیں اور دل کے دل تو کیا صاف کریں گے! ــــــ اسی لئے شاہ صاحب کس جلالِ عارفانہ کے ساتھ فرما رہے ہیں:۔

خنجرِ "لا" کو آبدار تو کر
اپنی حیوانیت پہ وار تو کر

(سرِ معذوری ص ۱۷۱)

اس شعر میں عجب نکتہ بیان فرمایا ہے ــــــ آپ فرماتے ہیں ــــ پہلے اس عزم کو جواں تو کرلو کہ اللہ کے سوا کسی سے دل نہیں لگانا ــــــ کسی کے آگے نہیں جھکنا ــــــ کسی کی پرستش نہیں کرنی ــــ کسی پر فخر نہیں کرنا ــــــ اور پھر اس عزم جواں کو لے کر ہر اُس خیال کو نیست و نابود کردو اور ہر اُس فکر کو ملیا میٹ کردو جس نے تمہیں محبت و انسانیت سے محروم کرکے حیوان بنا دیا ــــــ خدا کی بندگی سے ہٹا کر سنگ و خشت کا بندہ بنا دیا ــــــ تم اپنے ایمان و یقین سے اپنے اوپر قابو پالو؛ جس نے خود پر قابو پالیا، اس نے جہان پر قابو پالیا اور جو خود بے قابو ہوگیا اس نے سب کچھ کھو دیا ــــــ اللہ اللہ شاہ صاحب نے کتنا عظیم پیغام دیا ہے۔

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں ــــــ خدا کو خدا سمجھو ــــــ اُس ایک سے محبت کرو ــــــ اُسی پہ فخر کرو ــــــ ہائے ہم کیا کہہ رہے ہیں! ــــــ اس فکر کا انجام بھی دیکھ چکے، اور اُس فکر کا انجام بھی دیکھ لیا ــــــ تاریخ نے سب کچھ دکھا دیا ــــــ شاہ صاحب نے جو کچھ فرمایا تھا حرف بحرف صحیح ثابت ہوا کہ اُن کی آواز فطرت کی آواز تھی ــــــ

سُنو، سُنو، شاہ صاحب کیا کہہ رہے ہیں:۔

جن کی روحیں تھیں آشنائے اَلَست

Marfat.com

وحدتِ حق کے راز دار ہوئے
اور جو محوِ ماسوا ہی رہے،
اپنے اوہام کے شکار ہوئے

(اسرِ سخنی، ص ۵۰۶)

سُنو سُنو قرآن کیا کہہ رہا ہے :-

"اور کتنی ہی بستیاں ہم نے ملیامیٹ کردیں کہ وہ ستم گار تھیں، تواب وہ اپنی چھتوں پر ڈھی پڑی ہیں، اور کتنے ہی کنوئیں اور پلاسٹر کئے ہوئے محل بیکار و بے آباد پڑے ہیں —— کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں ؟ کیا ان کے دل نہیں (جس سے ان عبرتناک آثار کو) سمجھتے ؟ —— کیا ان کے کان نہیں کہ (ان آثار کی داستانِ غم) سُنتے ؟ —— حقیقت یہ ہے کہ انسان کی آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں کے اندر جو دل ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں۔" (سورۃ الحج ، آیت نمبر ۴۶)

شاہ صاحب ان لوگوں سے دور رہنے کی تلقین فرماتے ہیں جو محبت کے ادا شناس نہیں —— خود پرستی نے جن کو اندھا کر دیا ہے —— جو محدود ہو کر رہ گئے ہیں —— جن کی نگاہیں تنگ —— جن کے سینے تنگ —— جن کے دل تنگ —— جو سمندروں سے کناروں پر لاتے ہیں —— جو آسمان سے زمین بہلاتے ہیں :-

خود پرستوں سے دور ہی رہنا
دل اگر مائلِ حقیقت ہے
وسعتِ بحر ہے ترا مقصود
ان کناروں سے کیوں محبت ہے ؟

(سرکارِ ایل، ص ۴۴۴)

پھر فرماتے ہیں :-

Marfat.com

زیرِ گرداب ہے جہاں تیرا
ان کناروں سے تیرا کیا ناطہ؟

(سرکارایل، ص ۴۴۳)

کیوں کہ ؏
یہ تو زاغ و زغن کا مسکن ہیں

(سرکارایل، ص ۴۴۴)

وہ محدود انسان کو بے کراں ہونے کی تلقین کرتے ہیں ـــــ ان کو قیدِ مکان پسند نہیں ـــــ وہ انسان کو قیدی دیکھنا نہیں چاہتے ـــــ وہ اس کو دریا کی موجوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو ہزار پابندی کے باوجود کناروں سے نکلے پڑتی ہیں:۔

دیکھے تو کوئی جوشِ تمنائے محبت
پابندئ ساحل نہیں موجوں کو گوارا

(سرسبھی، ص ۴۸۹)

انسان فطرتاً آزاد ہے ـــــ مگر کبھی کبھی جب تلب و نظر پر پردے پڑ جاتے ہیں تو اس کو قید بھلی لگنے لگتی ہے ـــــ وہ جغرافیائی حدود میں رہ کر سکون پاتا ہے ـــــ لیکن شاہ صاحب اس آزاد فطرت انسان کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں ـــــ وہ چاہتے ہیں کہ اس کے سینے میں سارا عالم سما جائے کیونکہ وہ اللہ کا بندہ ہے ـــــ جو سارے عالم پر چھایا ہوا ہے:۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

انسان کانوں سے نہیں، آنکھوں سے بنتا ہے ـــــ اس کو مثالی سیرتوں کی ضرورت ہے ـــــ جب تک یہ مثالیں نہ ہوں گی، وہ نہیں بن سکتا ـــــ اس لئے قرآن حکیم

Marfat.com

کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی معجز نما سیرت بھی ہمارے سامنے آتی ہے ــــــ تو مثالیں جب تک سامنے نہ ہوں، انسان اعلیٰ قدروں پر عمل کر کے انسان نہیں بن سکتا ــــــ اسی لئے حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی ہم کو اہلِ محبت کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور ان کی ایک ایک خوبی گناتے ہیں ــــــ سب سے بڑی نشانی ان کی یہ ہے:۔

اپنی ہستی سے جنگ ہو جس کی
دُشمنوں کو جو دوست گردانے

(سُر یمن کلیان، ص ۳۰)

فرماتے ہیں اہلِ محبّت اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں یعنی اپنی برائیوں پر نظر رکھتے ہیں اور خود پر قابو پانے کے لئے ہر وقت کوشش کرتے رہتے ہیں ــــــ نہ اپنے ہم جنسوں سے لڑتے ہیں اور نہ ہم وطنوں سے ــــــ کسی سے نفرت نہیں کرتے ــ سب سے محبت کرتے ہیں ــــــ حتیٰ کہ اپنے دشمنوں کو بھی چاہتے ہیں ــــــ دشمنوں کو چاہنے والی بات بہت ہی اونچی ہے ــــــ ہمارا حال یہ ہے کہ کلمہ گو ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے خلاف نفرت و عداوت کے بیج بو رہے ہیں اور ہر وقت لڑنے مرنے کے لئے تیار ہیں ــــــ مگر حضرت شاہ بھٹائی کا یہ سبق نہیں کیوں کہ ان کا دل روشنی سے معمور ہے:۔

پرتوِ حسنِ دوست ہے جن پہ
ان کے دل روشنی سے ہیں معمور

(سُر کلیان، ص ۴)

اور یہ نتیجہ ہے توجّہ الی اللہ کا ــــــ جب انسان فنا فی اللہ ہو جاتا ہے تو اس کو کوئی دشمن نظر نہیں آتا ــــــ اور جب نظر وہاں سے ہٹ جاتی ہے تو اپنے بھی بیگانے معلوم ہونے لگتے ہیں ــــــ اسی لئے شاہ صاحب اہلِ اللہ اور اہلِ محبت کی محویّت

Marfat.com

اور استغراق کا عالم دکھاتے ہوئے کہتے ہیں:۔

کوئی دل میں نہیں خدا کے سوا
کشش ماسوا سے ہیں آزاد

(سہ حرفی، ص ۱۴۲)

انسان دنیا میں آتا ہے ــــــ ہر چیز اپنی طرف کھینچتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اپنی ذات، آل و اولاد، مال و دولت، ملک و وطن، تہذیب و ثقافت ــــــ ــــــ لیکن شاہ صاحب کے نزدیک وہ خدا کا سچا بندہ نہیں جو خدا کو چھوڑ کر کسی اور طرف کھنچتا چلا جائے، بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ خدا کی ایسی محبت ہو جو دل سے سارے باطل خداؤں کو مٹا کر رکھ دے:۔

آئی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقشِ ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

"کششِ ماسوا" بڑی معنی خیز ترکیب ہے ــــــ اس میں ہر اس چیز کی کشش آگئی جو خدا سے غافل کر دے ــــــ بندگی کے لئے ان ساری کششوں سے آزاد ہونا شرط اوّل ہے ــــــ اہلِ دنیا اور اہلِ محبت کی زندگیوں میں سب سے بڑا فرق یہی ہے کہ وہ "کششِ ماسوا" میں گرفتار ہیں اور یہ "کششِ ماسوا" سے آزاد ــــــ گویا آزادی اور غلامی میں جو فرق ہے وہی ان دونوں کی زندگیوں میں فرق ہے ــــــ اور یہ بہت بڑا فرق ہے ــــــ اسی پر قوموں کی موت اور زندگی کے فیصلے ہوتے ہیں ــــــ

ــــــ جب انسان کا دل "کششِ ماسوا" سے آزاد ہو جاتا ہے ــــــ تو عقل و خرد پر حسنِ ازل چھا جاتا ہے ــــــ بغض و عناد، نفرت و عداوت کی آگ بجھ جاتی ہے اور جہنم جنت بن جاتی ہے:۔

Marfat.com

ان کو عرفانِ محبت ہے
وہ محبت کے گیت گاتے ہیں

(ریزہ ریزہ امکنی، ص ۱۱۲)

وہ نفرت کی بات نہیں کرتے ـــــ صرف محبت کی بات کرتے ہیں ـــــ وہ کسی کی جان نہیں لیتے ـــــ وہ دوسروں کے لئے اپنی جانیں نچھاور کر دیتے ہیں ـــــ وہ بڑے عالی حوصلہ ہوتے ہیں ـــــ وہ بڑے عالی ظرف ہوتے ہیں ـــــ وہ بڑے عالی مزاج و باوقار ہوتے ہیں :-

بہر عنواں تمنائے محبّت
بہر صورت جنونِ سرفروشی
لطیف ان عاشقوں کی جانثاری
لطیف ان عاشقوں کی گرمجوشی !

(ریزہ ریزہ کلیان، ص ۱۰)

ان کی زبان شکوہ شکایت سے پاک ہوتی ہے ـــــ وہ نہیں جانتے کہ شکایت کسے کہتے ہیں ـــــ وہ نہ خود شاکی ہیں، نہ دوسروں کو شکایت پر ابھارتے ہیں ـــــ وہ غم روزگار سے بے نیاز ہیں :-

جنہیں تیری محبت کی لگن ہے
انہیں شکوہ نہیں رنج و بلا کا

(ریزہ ریزہ کلیان، ص ۱۲)

اللہ اللہ یہ وہ لوگ ہیں ان کا مبارک سایہ جس پر پڑ جائے ـــــ غم جہاں سے آزاد ہو جائے اور صرف اللہ کا ہو جائے :-

Marfat.com

رہروانِ طریقِ عشق و وفا
جاوداں ان کا سایۂ مسعود

(سُرِ یمن کلیان، ص ۲۹)

لیکن بہت کم ہیں جو ان راہوں پر چلتے ہیں ـــــــ یہ راہ نہایت کٹھن ہے ـــــ اس پر چلنا آسان نہیں ـــــ بڑی ہمّت کی ضرورت ہے ـــــ بڑے حوصلے کی ضرورت ہے ـــــ بڑی سمائی کی ضرورت ہے ـــــ بلندیٔ فکر و خیال اور رفعتِ قلب و نظر کی ضرورت ہے ـــــ دُنیا طلب، پست ہمّت، نفرت پیشہ، فتنہ پرور، اس پر نہیں چل سکتے ـــــ اس لئے شاہ صاحب فرماتے ہیں:-

ڈر گئے شعلۂ محبت سے؛
آگ سے دور ہی رہے اکثر
حیف صد حیف دھوکنی والو!
کون کہتا ہے تم کو آہن گر؟

(سُرِ یمن کلیان ص ۲۵)

آہن گر اور لوہار وہی ہے، جو آگ میں کھیلتا ہے ـــــ جو آگ سے ڈرتا ہے وہ لوہار نہیں ہو سکتا ـــــ جو محبّت سے بھاگتا ہے، وہ انسان نہیں ہو سکتا ـــــ خوب کہا ہے:-

لطیفؔ اس کو وفا کیا راس آئے
جو فکرِ ماسوا میں ڈوب جائے

(سُرِ سَسُئی، ص ۲۴۰)

سُبحان اللہ، سبحان اللہ! اے شاہ تیرے قربان جاؤں تو ہم کو زمین کی پستیوں سے آسمان کی بلندیوں تک لے گیا اور ہمدوشِ ثریا بنا دیا۔

Marfat.com

اے بزرگو! ـــــ اے ملت کے سہارو! ـــــ اور ہاں اے جوانو! ـــــ اے ملت کی بہارو! ـــــ آؤ، آؤ ـــــ دیکھو شاہ صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟ ـــــ چراغِ محبت دے رہے ہیں ـــــ ہاں بڑھو ـــــ اٹھاؤ ـــــ اُٹھو، ـــــ چلو ـــــ چلے چلو ـــــ سارے عالم اسلام کو راستہ دکھاؤ ـــــ اندھیرا ہو رہا ہے ـــــ فضائیں جگمگاؤ ـــــ محبت کی دھوم مچاؤ، نسیمِ سَحَری بن کر چھا جاؤ ـــــ کلیاں سو رہی ہیں ـــــ جگاؤ ـــــ فضائیں مہکاؤ!

تیرا مسلک غمِ محبت ہے
اپنے مسلک کا پاسباں ہو جا!

(دستِ بلاول، ص ۱۷۳)

اور

تو امینِ غمِ محبت ہے
بے نیازِ غمِ جہاں ہو جا!

(دستِ بریراگ، ص ۲۰۴)

Marfat.com

Marfat.com

ادارۂ مسعودیہ کراچی

Idara-e-Mas'udia, Karachi

وکونوا مع الصادقین

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com

ادارۂ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com